99696-باپ نہ ہونے كى صورت ميں ولى كون ہوگا ؟

سوال

ميں نے ايک اسلامى ملک كى لڑكى سے شادى كى اور دو بار اسے طلاق بھى دے چكا ہوں، ہمارى يہ شادى عرفى تھى اور اسے قانونى طور پر رجسٹر نہيں كرايا گيا تھا، اور شادى ميں لڑكى كے والد كى جانب سے ايک مولانا صاحب بطور وكيل شامل تھے.
كچھ عرصہ سے اس لڑكى كا والد فوت ہو چكا ہے اور اس كے سب بھائى چھوٹے ہيں اور مجھے اس كے ولى كا كوئى علم نہيں، طلاق كو دو برس سے زائد ہو چكے ہيں اور اب ميں اسے واپس اپنے گھر لا كر گھر بسانا چاہتا ہوں، تو كيا باپ فوت ہو چكا ہو اور بھائى بھى چھوٹے ہوں تو پھر بھى ولى كى شرط ہے، يا كہ مجھے حق ہے كہ بغير ولى كے ہاں اس كو واپس لے آؤں، خاص كر وہ ميرى بيوى بھى رہ چكى ہے ؟

پسندیدہ جواب

جب آدمى اپنى بيوى كو طلاق دے اور اس كى عدت ختم ہو چكى ہو (اور يہ طلاق ايک يا دو ہوں) تو يہ بيوى اس كے ليے نئے نكاح سے ہى حلال ہو سكتى ہے اس كے بغير نہيں، اور نكاح صحيح ہونے كے ليے ولى كا ہونا ضرورى ہے، كيونكہ ولى كے بغير نكاح نہيں ہوتا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں :

" ولى كے بغير نكاح صحيح نہيں، اور عورت اپنے نكاح كى خود مالک نہيں ہے، اور (ولى كے بغير) نہ ہى كوئى اور اس كا نكاح كر سكتا ہے، اور عورت كا نكاح كرنے ميں كسى دوسرے كو وكيل بنانے كا حق بھى صرف ولى كو حاصل ہے كوئى اور نہيں بنا سكتا، اور اگر وہ خود اپنا نكاح كرے تو اس كا نكاح صحيح نہيں ہوگا " انتہى

ديكھيں : مغنى ابن قدامہ (5/7).

اس كى دليل نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا درج ذيل فرمان ہے :

" ولى كے بغير نكاح نہيں ہے "

سنن ابو داود حديث نمبر (2085) سنن ترمذى حديث نمبر (1101) علامہ البانى رحمہ اللہ نے اسے صحيح ترمذى ميں صحيح قرار ديا ہے.

اس ليے كہ آپ نے اپنى اس بيوى كو دو برس سے طلاق دے ركھى ہے اس طرح اس كى عدت ختم ہو چكى ہے، اور طلاق شدہ عورت بالكل اس كے ليے باقى اجنبى عورتوں كى طرح ہى ہے اور وہ نئے نكاح كے بغير اس كے حلال نہيں ہوگى، اور اس كے ليے ضرورى ہے كہ نكاح عورت كا ولى كرے، يا پھر وہ كسى كو عقد نكاح كے ليے وكيل بنا دے.

باپ نہ ہونے كى صورت ميں لڑكى كا دادا ولى ہوگا، اور اگر دادا بھى نہ ہو تو پھر لڑكى كے بھائى اس كے ولى ہونگے، اور اس ميں كوئى حرج نہيں كہ وہ لڑكى سے چھوٹے ہوں، صرف ولى كے ليے بالغ ہونا شرط ہے، اس ليے اگر اس عورت كا كوئى بھائى بالغ ہے چاہے وہ عورت سے چھوٹا ہى ہو تو وہ اس كا ولى بن سكتا ہے.

مستقل فتاوى كميٹى كے فتاوى جات ميں درج ہے :

"عورت کے عقد نکاح میں ولی وہی بن سکتا ہے جو عقلمند اور مکلف ہو، اور اگر وہ نہ ہو تو پھر قاضی ولی ہوگا، کیونکہ جس کا ولی نہ ہو تو حکمران اس کا ولی ہوتا ہے، اور اس طرح کے معاملات میں قاضی اس کا نائب ہے.

اور انسان مکلف اس وقت ہوتا ہے جب اس کو شہوت کے ساتھ منی آنا شروع ہوجائے یعنی احتلام وغیرہ سے، یا پھر شرمگاہ کے ارد گرد سخت بال اگ آئیں، یا اس کی عمر پندرہ برس مکمل ہوجائے.

اور عقلمند وہ ہوگا جو اپنے معاملات کو بحسن خوبی سرانجام دے سکتا ہو، یعنی اپنی ماتحت اور ولایت میں موجود عورت کے لیے مناسب اور برابر کا رشتہ تلاش کرسکے" انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (147/18).

اور اگر اس عورت کے سارے بھائی ہی چھوٹے ہوں اور ان میں کوئی بھی بالغ نہ ہو تو پھر ولایت اس کے بعد والے کو منتقل ہوجائیگی اور وہ عورت کے چچا ہیں، اور اگر چچا نہ ہو تو پھر چچا کے بیٹے.

اور اگر عورت کا کوئی بھی ولی نہیں ہے تو پھر شرعی قاضی اس کی نکاح کی ذمہ داری پوری کریگا؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اور اگر وہ جھگڑا کریں تو جس کا ولی نہیں حکمران اس کا ولی ہے"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2083) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اس بنا پر اگر آپ اس عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں اور اس کا کوئی ولی نہیں ہے، تو آپ کو عدالت میں جاکر شرعی قاضی سے رجوع کرنا چاہیے تاکہ وہ اس کے عقد نکاح کا انتظام کرے.

تنبیہ:

آپ نے اپنے پہلے نکاح کے متعلق کہا ہے کہ وہ قانونی طور پر رجسٹر نہیں ہوا تھا، اگر تو یہ بات صحیح ہے اور اس نکاح میں نکاح کی شروط اور ارکان پورے تھے تو پھر وہ نکاح صحیح ہے چاہے قانونی طور پر رجسٹر نہ بھی ہوا ہو، لیکن اتنا ہے کہ ہم نکاح رجسٹر کرانے کی اہمیت کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ یہ بہت اہم ہے، اس میں کوئی سستی نہیں کرنی چاہیے اس سے حقوق کو تحفظ حاصل ہوتا ہے، تاکہ بے وقوف اور غلط قسم کے مرد اور عورت نکاح کے ساتھ کھلواڑ نہ کریں.

مزید آپ سوال نمبر (22728) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم.